

قسط 3

وہ 12 سال کا بچہ ہال میں موجود کھڑا اس تصویر کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ جس میں ایک چہرہ قید کیا گیا تھا۔

ہر روز وہ اس تصویر کو گھورتا رہتا تھا جیسے اس میں کچھ تلاش کرنا چاہ رہا ہوں۔

دادا کی جان ناشتہ کر لو۔ ایک بوڑھے آدمی کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی جس آواز کو اس نے کوئی اہمیت نہ دی۔

کیا تم نے سنا نہیں کیا کہہ رہے ہیں دادا جان تم سے۔۔۔ اس بار اس کے کانوں میں اپنے باپ کی آواز سنائی دی۔ اپنے باپ کی آواز سنتے وہ ہال میں موجود کھانے کے ٹیبل پر جا بیٹھا۔

اس نے ایک نظر ٹیبل پر گھمائی۔۔ جہاں سامنے ایک عورت۔۔ دادا۔۔ اور اس کے ساتھ اس کا باپ بیٹھا تھا۔ وہ اب خاموشی سے ان کی باتیں سننے لگا۔

خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

بابا میں آج قبرستان جاؤں گا اپ چلیں گے میرے ساتھ۔۔۔ اس بچے کی نظر اپنے باپ پر پڑی جہاں وہ اپنے باپ سے بات کر رہا تھا۔

نہیں۔۔۔ میں نہیں جاؤں گا۔۔۔ پھر کبھی چلوں گا ساتھ تمہارے۔۔۔ وہ بوڑھا شخص تھکی ہاری آواز میں بولا۔ شاید اس شخص کے زندگی کے آخری پل تھے وہ۔

اس گفتگو میں وہاں موجود وہ عورت بت بنی ان دونوں باپ بیٹے کی باتیں سنتی رہیں۔

بابا آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔۔ وہ بچہ اپنے باپ کی طرف دیکھتا بولا پھر اس نے ایک نظر سامنے بیٹھی عورت کی طرف دیکھا۔

جی۔۔۔ بابا کی جان۔۔۔ پوچھو۔۔۔ وہ شخص اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوتا ہوا بولا۔۔

وہ لڑکی کون ہے۔۔۔ جس کی تصویریں ہمارے گھر میں لگی ہیں۔۔۔ وہ کہاں رہتی ہے۔۔۔ اس نے معصومیت سے اپنے باپ کے سامنے اپنا سوال رکھا اور وہاں حال میں ہر طرف سناٹا چھا گیا۔

جی۔۔۔ میری جان۔۔۔ وہ آپ کی۔۔

وہ آپ کی کچھ نہیں لگتی۔۔۔ اس شخص کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے وہ عورت سگندلی سے بولی۔۔۔

وہ صرف ایک ایسی لڑکی ہے۔۔۔ جسے صرف تکلیف دینا آتی ہے۔۔۔ اور کچھ نہیں۔۔۔ اسے حسد کے کیڑے نے کاٹا تھا اور اسی حسد میں وہ اپنا بہت بڑا نقصان کر بیٹھی۔۔۔ بس حسد ہی اس کی پہچان ہے اور حسد ہی اس کی شناخت ہے۔ وہ اتنی تلخی سے بولی کہ وہ بچہ سامنے

بیٹھی اس عورت کے منہ سے یہ الفاظ سن کر حیران ہو گیا۔ اس نے ان سے ایسے الفاظ کے توقع نہیں کی تھی۔۔

بعض اوقات کچھ لوگوں کے منہ سے ہم غلط الفاظ کی توقع نہیں کرتے۔۔ مگر وقت ہمیں بتاتا ہے کہ ہم غلط تھے۔ انہی کے منہ سے ہمیں وہ بول سننے کو ملتے ہیں جو ہم نے کبھی سوچے بھی نہیں ہوتے۔۔

سامنے بیٹھے وہ دو شخص خاموش رہے وہ جانتے تھے کہ اس عورت کو اس لڑکی سے کتنی محبت اور کتنی نفرت ہے۔

لیکن اس لڑکی کی آنکھیں کتنی رازدار ہیں۔۔ اس کی آنکھیں بہت گہری ہیں۔۔ بہت خوبصورت۔۔ بیوٹی فل۔۔ اس بچے نے ہر دن کی طرح یہ فقرہ دہرایا تھا۔

اس کے اس فقرے پر وہ عورت اسے غصے سے گھورنے لگی۔۔ مسلسل اپنے اوپر آنکھوں کا پہرا دیکھ کر وہ خاموشی سے ناشتے میں مصروف ہو گیا۔

وہ جلدی سے ناشتہ کر کے دوبارہ ہال میں لگی اس تصویر کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

تمہارا کیا تعلق ہے اس گھر سے۔۔ ایک دن میں پتہ لگا لوں گا۔۔ تم سے ایک دن ضرور ملوں گا۔۔ بے شک سب تم سے جتنی مرضی نفرت کرتے ہوں۔۔ لیکن میں جانتا ہوں میرے بابا تم سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔ تم جو بھی ہو ایک دن یہاں ضرور ہوگی۔۔ اس گھر میں ضرور آؤ گی۔ تمہارا کیا تعلق ہے میرے ساتھ۔۔ تم مجھے اپنی سی لگتی ہو۔۔ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔۔ تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ میں ہمیشہ سے تم سے ملنا چاہتا ہوں۔۔

وہ بچہ اپنے من ہی من میں باتیں کر رہا تھا۔۔ پیچھے کھڑے اس کے باپ نے اس کے ہونٹوں پر ہنسی صاف محسوس کی تھی۔۔ ایک نظر پیچھے کھڑے اس شخص نے اس لڑکی کی تصویر کو ایک نظر دیکھا۔۔

اس بچے کی ہنسی سامنے تصویر میں موجود اس لڑکی جیسی تھی۔۔

اس شخص نے غور سے اس لڑکی کی تصویر کو دوبارہ دیکھا اور "ایک کاش" کی آواز اس کے گلے میں اٹک گئی۔۔ وہ شخص اپنی آنکھوں میں آنسو لیے تیزی سے سیڑھیوں کی طرف چلا گیا۔ اس شخص کے لیے اسے دیکھنا بہت مشکل کام تھا۔

آج خان حویلی میں ولیمہ کی تیاریاں ہو رہی تھیں ہر طرف پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔ کیونکہ حویلی والوں نے شہر کی طرف روانہ ہونا تھا سو زور و شور سے تیاریاں جاری تھیں۔۔۔

انہتا سفید لباس پہنی اپنے کاموں میں مصروف تھی کہ آمنہ باجی کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔۔

انہتا تم پھولوں کو سلجھا دوں۔۔۔ وہ پھولوں کے ساتھ لگی اپنے کاموں میں مگن ہو گئی۔۔
مراد اپنے کمرے میں تیار کھڑا کھڑکی سے حویلی کے باہر کا منظر دیکھ رہا تھا۔ سب کتنے خوش تھے سوائے اس کے۔۔

سب زندہ دل تھے مگر وہ مردہ دل ہو گیا تھا۔

سب جانے کے لیے باہر نکل چکے تھے۔ ایک ملازمہ نے مراد کو نیچے آنے کا پیغام دیا۔ تو۔ مراد نے ملازمہ کو جانے کا کہہ کر خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھا۔۔۔

"کاش تم زندہ ہوتی"۔۔۔ وہ سوچتا ہوا نیچے ہال کی جانب چل دیا۔۔

"کاش کاش تم یہاں ہوتی۔۔ کاش تم میرے سامنے ہوتی۔۔"

مراد سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا کہ ہال میں لگے آئینے میں خود کو دیکھنے لگا۔

"شیشے میں ایک عکس لہرایا۔۔ وہ شیشے میں ہی کھو گیا۔۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

تو اس کی ساری دنیا برف کی ہو گئی۔

اس شخص کی آنکھیں ایک ہی وجود میں ٹھہر گئی۔

وہ سفید لباس والی لڑکی پھولوں کے ساتھ الجھی ہوئی تھی۔ ہر طرف پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

اس کے قدم سفید لباس والی لڑکی کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ اس تک جا رہا تھا ہر قدم کے ساتھ اس کے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔ اس کی دعا سن لی گئی تھی۔۔

وہ شخص اس کے سر پر کھڑا تھا۔۔ اس پر نظر جمائے۔۔

وہ لڑکی اس کے جینے کی وجہ تھی!!!

وہ پتھر دل لڑکی اپنے کام میں مصروف بے خبر تھی..

آنکھوں میں ہزاروں خواب جاگ اٹھے۔۔

لیکن مقابلہ ایک پتھر دل لڑکی سے تھا۔۔

یہ لمحہ تھا سالوں کی دوری کا!!!

یہ اس شخص کا لمحہ تھا۔۔۔

یہ لمحہ مراد خان کا تھا۔۔۔

یہ وقت تھا انہما سرفراز کا مراد خان سے ملاقات کا!!

یہ وقت تھا ایک نوکرائی اور نواب کی ملاقات کا۔۔

یہ ملاقات تکلیف دہ ثابت ہونے والی تھی کیونکہ مقابلہ انہما سرفراز ایک پتھر دل لڑکی سے ہونے والا تھا۔

اس سلجھے ہوئے نواب کی زندگی پلٹنے والی تھی۔۔۔

آغازِ محبت اور نفرت کی داستان کی شروعات۔۔۔

یہ ملاقات دو دلوں میں محبت کا آغاز تھی۔۔۔

وہ ابھی پھولوں کے ساتھ ابھی ہوئی تھی کہ کسی نے انہما کو آواز لگائی تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی کہ سامنے مراد خان سے

ٹکرائی دونوں کی آنکھیں ایک لمحے میں ایک دوسرے سے ملی۔۔

مراد کا دل رک گیا وہ اس لڑکی کے سامنے اپنی زبان تک نہ کھول سکا "کچھ لمحوں میں الفاظ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی"۔

جیسے اس وقت مراد کے پاس کوئی لفظ تک نہ تھا۔ مراد اس لڑکی کی آنکھوں میں کہیں اور ہی پہنچ چکا تھا۔۔

انہما اسے مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔ اسے ان نظروں سے گھن آئی وہ گھبراتی ہوئی اس کے سامنے سے ہٹ گئی۔۔

وہ اسے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

کہ وہ پھولوں کی ٹوکری اٹھائیں مراد کے سامنے سے ہٹ گئی۔۔ مراد خان تو وہیں جھم چکا تھا۔۔۔

وہ اپنے قدم آگے تیزی سے لیے جا رہی تھی کہ پیچھے ہال میں ایک آواز گونجی۔۔ کہ ہال میں موجود تمام ملازم گھبرا اٹھے۔۔۔

رکو۔۔ ایک قدم آگے مت جانا۔۔۔

اور دنیا رک گئی انہتا سرفراز کی۔۔ اور اس کی آنکھوں میں پانی کی ایک لہر دوڑی۔۔

وہی ہوا جس کا اس کو ڈر تھا۔۔ وہی ہوا جو نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔

وہ نم آنکھوں سے پلٹی۔۔ سر زمین کی طرف کیے اس نے ایک نظر مراد کو دیکھا۔۔

مراد کو اس لڑکی میں اور دلچسپی ہونے لگی۔۔ انہتا سرفراز کو اس وقت اپنی زندگی اور سانسیں ختم ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔ اس سے بہت بڑی غلطی ہو گئی تھی۔۔ آنکھیں اور بھیک چکی تھی۔۔ زمین پر آنسو مراد نے صاف محسوس کیے تھے زمین ایک پل میں گیلی ہو چکی تھی۔۔

یہ وہ لمحہ تھا جو مراد کے لیے حسین ثابت ہوا تھا۔ اپنے لیے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ مسکرایا۔ چاہے ڈر سے ہی سہی تم پہلی بار میرے سامنے روئی تو۔ انہتا سرفراز مراد خان کے دل کی مراد بن چکی تھی۔۔۔ ایک پل میں۔۔۔ ایک لمحے میں۔۔۔

دانیال خان کی آواز نے ہال میں موجود شور کو کم کیا۔ دانیال خان کی آواز سن کر انہتا فوراً سے ہال کے دروازے کی طرف بھاگی۔۔۔ مراد نے اس کے پیچھے بھاگنا چاہا کہ دانیال خان نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا اور وہ خاموشی سے ان کی بات سننے لگا۔۔۔ لیکن بار بار ہال کے دروازے کی طرف دیکھتا رہا۔ تمام ملازم دوبارہ اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔۔۔

لیکن وہ انہتا سرفراز مراد خان کو خرید کر جا چکی تھی۔۔۔ وہ مراد خان خرید چکی تھی۔۔۔ اس کی نم آنکھوں نے اسے خرید لیا تھا۔ اور مراد خان نے اس جرم کا اعتراف کیا تھا۔۔۔

مراد اب اس جگہ پر قدم رکھے کھڑا تھا جو زمین اس لڑکی نے گیلی کر دی تھی وہ نیچے جھکا اور اس گیلی زمین پر اپنا ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔۔۔

وہ ہال کے دروازے کی طرف بھاگا مگر وہ لڑکی آنکھوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔۔۔ وہ ہر جگہ اپنی آنکھیں گھما رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ دوبارہ اسے نظر نہ آئی۔۔۔ وہ اپنے قدم دوسری حویلی کی طرف لے کر چل پڑا۔۔۔

وہ اپنے قدم اگے لیے جا رہا تھا کہ پیچھے سے سکندر خان کی آواز نے اسے روک لیا۔۔۔ تو اس نے پیچھے مڑ کر اپنے باپ کی طرف دیکھا۔۔۔

کیا ہوا مراد۔۔۔ بیٹھو گاڑی میں شہر جانا ہے۔۔۔ آج ولیمہ ہے سب نکل گئے ہیں۔۔۔ دانیال کہاں ہے۔۔۔

ابھی وہ دانیال کے بارے میں پوچھ ہی رہے تھے کہ پیچھے سے دانیال آگیا۔۔۔ چلیں۔۔۔

ایک ملازم نے گاڑی کا دروازہ کھلا کے سکندر خان اور دانیال گاڑی میں بیٹھ گئے لیکن مراد کسی سوچ میں ڈوبا وہیں کھڑا تھا۔۔۔

مراد کیا ہوا گاڑی میں بیٹھو۔۔۔ دانیال کی آواز نے اسے ہوش کی دنیا میں لایا۔ مراد فوراً سے گاڑی کے اندر بیٹھا لیکن کسی سوچ کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔۔۔ لیکن کوئی دوسری حویلی کے دروازے سے انہیں جھانک رہا تھا۔۔۔

وہ کمرے کا دروازہ بند کیے سرگھٹنوں میں دیے رو رہی تھی۔ کانپ رہی تھی۔۔ تکلیف میں مبتلا ہو رہی تھی۔۔ وہ پتھر دل لڑکی رو رہی تھی۔۔

وہ اس شخص کی آواز سے ڈر گئی تھی۔ گھبرا گئی تھی۔۔ مگر کیوں وہ پہلے دن سے ان حویلی والوں سے ڈرتی تھی۔۔

اس لیے وہ ہمیشہ سے اپنی حد میں رہتی تھی۔۔ سر جھکا کر ہر کام کر لیتی جو حویلی والے اسے کہتے۔۔

لیکن وہ جب بھی مراد خان کی تصویر دیکھتی تھی تو اسے الجھن ہوتی تھی۔۔ کیوں وہ نہیں جانتی تھی۔۔

لیکن اسے مراد کی آنکھوں سے بے پناہ الجھن تھی۔۔

مراد خان کی وجہ سے وہ دوسری حویلی کام کرنے نہیں جاتی تھی۔۔ ایک تو رات کو مراد نے دو دفعہ اسے باغ میں دیکھ لیا تھا۔ اور دوسرا آج اس کی بھاری آواز نے اسے ڈرا دیا۔

اس کی روح جل چکی تھی اس کی آنکھوں سے۔۔

وہ خود کو نوچ رہی تھی کیوں وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔

کہ ایسا کیا ہوا ہے۔۔ ہوا تو کچھ نہ تھا۔۔۔

زندگی میں بعض "کچھ" ایسے ہوتے ہیں کہ

ہمیں لگتا ہے کہ ہمارے لیے یہی سب "کچھ" ہے...

وہ میرج ہال پہنچ چکے تھے۔۔ مراد اپنے کچھ بچپن کے دوستوں سے مل رہا تھا کہ۔۔ اچانک اس کے دماغ میں انہتا کا خیال آیا۔۔

وہ لڑکی کون۔۔ میرے گھر میں۔۔ کیا کرنے۔۔ اس کی آنکھیں۔۔ کیا کچھ اور تو نہیں۔۔۔ وہ اپنی سوچوں میں کہیں گھوم تھا کہ اسماعیل کی آواز سن کر وہ ہوش کی دنیا واپس آیا۔۔

اب صرف مراد کی شادی رہ گئی ہے۔۔۔ وہ مراد کو چھیڑتا ہوا بولا۔۔

مراد کوئی آ تو نہیں گئی زندگی میں لگ تو رہا ہے مراد کے چہرے سے۔۔ وہ مراد کے چہرے کو شرارت سے دبوچتا ہوا بولا۔

تو اپنی والی پہ توجہ دے۔۔ میری والی پہ نہیں۔۔ مراد ہلکا سا مسکراتا ہوا بولا۔

مطلب ہے کوئی۔۔۔ یار بتا کون ہے یہاں ہے ہال میں۔۔ سب مراد کے پیچھے پڑ گئے۔۔۔
ہاں ہے مگر یہاں نہیں میرے دل میں۔۔۔ وہ سب کو تنگ کرتا ہوا بولا۔۔۔ تبھی مراد کی ماں وہاں تشریف لائی۔۔
کیا ہو رہا ہے بچوں۔۔۔

مراد بتا رہا ہے کہ اسے ایک لڑکی پسند ہے اور یہاں اس کے دل میں رہ رہی ہے۔۔۔
اسماعیل مراد کی دل کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔۔۔

کیا سچ ہے مراد یہ۔۔۔ کون ہے بتاؤ۔۔۔ ناکس خاندان سے ہے وہ۔۔۔ عائشہ بیگم مراد سے پوچھنے لگی۔۔

نہیں ماں کوئی نہیں ہے بس ان سے مذاق کر رہا ہوں۔۔ مراد سنجیدہ ہوتا ہوا بولا۔۔

مراد تمہارا کوئی اعتبار نہیں۔۔۔ مراد کی ماں مایوس ہوتے ہوئے بولی۔

مراد کیسی لڑکی چاہیے۔۔۔ مراد کا ایک اور دوست گفتگو میں قدم رکھتا بولو۔۔

کیا مطلب۔۔ میں سمجھا نہیں۔۔ مراد انجان بنتا ہوا بولا۔

کیا ہونا چاہیے کوالٹیز وغیرہ تمہاری جو بیوی ہوگی۔۔ سب اب مراد کی طرف نظر جمائے دیکھ رہے تھے۔۔ عائشہ بیگم کو بھی پتہ ہونا چاہیے اپنی بیٹی کی پسند کا سو وہ رک گئی جواب سننے کے لیے۔۔

آنکھیں خوبصورت ہونی چاہیے۔۔ راز رکھنے والی۔۔ وہ اس لڑکی کو اپنے ذہن کی سکرین میں لاتا ہوا بولا۔۔

تو نے آنکھوں سے شادی کرنی ہے۔۔ یہ بتا شکل و صورت کیسی ہو۔۔ اسماعیل اس کو دیکھتا ہوا بولا۔۔

جیسی مرضی ہو۔۔ میں اپنے لیے لڑکی خود پسند کروں گا۔ انتخاب اچھا کروں گا اپنے لیے۔۔ آج تک مراد نے کوئی سودا برا نہیں کیا وہ جو بھی ہوگی صرف مجھ سے منسلک ہوگی۔۔ وہ اپنی ماں کی طرف دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔۔

ہاں مجھے پتہ ہے مراد کی پسند اعلیٰ ہو گئی کیونکہ ہمارا سب سے اچھا بیٹا جو ہے وہ مراد کا ماتھا چومتے ہوئے بولی۔۔

آپ کی بیٹی کی پسند واقعی ماں اعلیٰ ہو گی دیکھیے گا۔۔ وہ نم آنکھوں والی لڑکی کے بارے میں سوچتا ہوا بول رہا تھا۔۔

لیکن مراد خان اس بات سے انجان تھا کہ

وہ جس کے عشق میں گرفتار ہو کے ہر جگہ ڈھونڈ رہا تھا۔

وہ اس کی گھر کی ایک معمولی سی نوکرائی ہے۔۔

ولیمہ کا فنکشن ختم ہو چکا تھا اب انہوں نے دو تین دن شہر میں ہی رہنا تھا۔۔

فاطمہ نے ویسے بھی تین دن تک امریکہ چلے جانا تھا سو انہوں نے شہر رہنے کا فیصلہ کیا۔۔

ان دنوں میں مراد خاصہ مصروف رہا دوستوں میں اور رشتہ داروں کو رخصت کرنے میں۔۔

سکندر خان کے کہنے پر وہ چپ چاپ شہر رہنے پر رضامند ہو گیا۔۔

صرف رات کو ہی انتہا کا خیال اس کے ذہن میں آتا تھا۔۔۔ دن بھر وہ کام مصروف ہوتا۔۔۔

اسے صرف یہ جاننے میں دلچسپی تھی۔۔۔

وہ کون ہے۔۔۔ اس کا وہم یا کچھ اور۔۔۔ یہ سوال اسے سونے نہیں دیتا تھا۔ اور وہ سو سکتا تھا ایسا ناممکن تھا۔

چار دن بعد مراد رات کے وقت حویلی واپس آیا وہ اس وقت کافی تھک چکا تھا اس لیے وہ فوراً اپنے کمرے میں چلے گا اسے آرام کی خاصی ضرورت تھی۔

اور صبح اس نے دوبارہ گاؤں جانا تھا اس لڑکی کے لیے جس کا انتظار اس نے چھ سال کیا تھا۔

اسے لگا اس دن جو لوگ سے آئیں تھے گاؤں سے شاید وہ لڑکی بھی انہی لوگوں کے ساتھ آئی ہو۔۔۔

۔ کوئی بستر پر لیٹی مراد خان سے خوف زدہ تھی۔

کل اس کا سارا کام دوسری حویلی میں تھا جہاں مراد رہتا تھا جس کا سامنا کرنا اسے ہرگز منظور نہ تھا۔۔

لیکن اتنی چھٹیوں کے بعد وہ کام پہ نہ جاتی تو آمنہ باجی سے اس کی خیر نہیں تھی۔۔

سو وہ یہ سوچ کر سو گئی جو ہوگا دیکھا جائے گا۔۔۔۔

لیکن وہ ہر ممکن کوشش کریں گی کہ اس سے اس کا سامنا نہ ہو۔۔۔۔

جاری ہے